اے مرے امام! سلام۔۔۔

م۔ر۔عابد

اے امام! اے میرے امام!، ہمارے امام، ہمارے زمانے کے امام!

سلام، سلام۔۔۔۔۔۔پورے آداب کے ساتھ۔

جیتے رہئے، خدا آپ کو رکھے، جیتا رکھے، سلامت رکھے، چین سے رکھے۔

(جی! دعا کرنے پر، یوں دعائیں دینے پر اپنی لکھنوی تہذیب حرف زن!! اس سے بڑے ادب کے ساتھ معذرت۔ کیا چھوٹے بڑوں کے جینے کی تمنا نہ کریں، انھیں زندگی کی دعائیں نہ دیں؟! اچھا تو یوں سہی) خدا آپ کا سایہ ہمارے سروں پر رکھے۔ قائمؑ کو قائم رکھے۔ اور آپ کے صدقہ میں ہمارا ایمان بھی قائم رکھے۔

سلام، اے عصر وزمان کے صاحب! سلام۔ اے سَمَے کے سوامی، وقت کے ساتھی، زمانہ کے مالک! سلام۔ اے کال ودھان! سلام۔ اے زمان (ومکان) کی جان! سلام۔

سلام، اے رحمان کے خلیفہ! سلام، اے دیانِدھان کے پرتِنِدھی! پرنام۔ اے کروناندھی کے پرتیک (نشان)! سلام۔ اے بہت بہت رحم والے کے بعد والے! سلام۔

سلام، اے انسانوں اور جنوں کے امام! سلام۔ (جن وانس ہی کو امام کی ضرورت ہے جن وانس کا امام ہی کائنات کا امام ہے)۔ اے مانَو پرمُکھ (مانوتا پردھان)! سلام۔ اے انسانوں اور جنوں کے آگے والے، اگوا! سلام۔

سلام، اے ایمان کے مظہر، اے وہ جس سے ایمان ظاہر ہو! سلام۔ اے وشواس درشن! سلام، نَمن۔

سلام، اے قرآن کے شریک! سلام۔ اے قرآن کے ساجھی! سلام۔ اے گرنتھ کے بھاگی! سلام۔

سلام، اے ہمارے اس زمانے کے امام! سلام۔، اے ہمارے اس کال کے پردھان، اگوا! سلام، اللہ آپ کا ظہور، آپ کا سامنا جلدی کردے، اور آپ کا نکلنا آسان کردے۔ اللہ آپ کا ساکشاتکار ترنت کردے، اور آپ کا اودَے سَرَل کردے۔

آپ پر سلام، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

آپ پر سلام اور اللہ کی دَیا، کِرپا، کَرونا اور اس کی بڑھوتری، سَمرِدھی، منگل۔ (اے منگل آدھار!)

سلام، یوں تو خدا خود (اپنے فرشتوں کے ساتھ) آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہی ہے۔ ہم کیا؟، ہماری دعا کیا!! یہ تو اپنے جذبہ کا اظہار، اپنے جذب کا اندراج، اپنے ایمان کا ثبوت دینا ہے، کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو آپ سے کچھ لینا دینا نہیں۔ یہ لین دین تو اپنی زندگی ہے۔

مولا! ہوسکتا ہے آپ کو کہیں دیکھا بھی ہو، لیکن معاف کیجئے، پہچانا نہیں۔ پہچان لیتے تو شاید دیکھ نہ پاتے۔ یہی قدرت کا انتظام ہے۔ اللہ اللہ! آپ پر کیا خاص نظر رحمت ہے۔ چشم بددور، آپ کو دنیا کی آنکھوں سے اوجھل کررکھا ہے۔ ہر اچھی بری نظر سے محفوظ رکھا ہے۔ اس انتظام غیبت کی مصلحت کیا ہے، ہم کیا جانیں۔ وہی بتائے تو ہم جانیں۔ اس کی بتانے کے لئے آپ ہی تو ہیں۔ آپ اس کے ترجمان جو ٹھہرے۔ ہم تو اس کی باتیں آپ ہی سے جانتے۔ مگر وائے برحال ما۔ ہاں، ہم اتنا سمجھتے ہیں کہ یہ شاید ہماری نگاہوں کی بدنصیبی ہے۔ ہوسکتا ہے اس میں ہمارے

ایمان کا امتحان ہو۔ ایمان تو غیب ہی پر ہوتا ہے، غیب سے ہوتا ہے، غیب کے لئے ہوتا ہے۔ اس راہ میں کوئی غیب ہی کا منظور نظر سہی ظاہراً آئے کیوں۔ آپ کی غیبت پورے غیبی اہتمام سے غیب کی رہنما، ایمان کا آئینہ ہے ؎

حجاب قدس کا پرتو حجاب غیبت ہے
زمین سے عرش تلک حسن کی حکومت ہے

شادؔ زیدپوری

جی ہاں! یہ جہاں، یہاں وہاں، یہ سب ایک حسن مطلق کی خود بینی وخود آرائی کی کرشمہ سازیاں ہی تو ہیں ؎

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں

غالبؔ

حسن اگر کہیں تخلیہ چاہے تو وہاں فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتے ؎

واں شب معراج تھی اور پردۂ غیبت ہے یاں
اک تماشائی ہے، جلوہ بے حجابانہ وہی
لیلۃ الاسرا میں جلدی غیبت کبریٰ میں دیر
سرخیاں بدلی ہیں، لیکن ہے یہ افسانہ وہی

یہ سب تسلیم، نیاز وناز تسلیم، راز ونیاز مانا لیکن دل ہے کہ مانتا ہی نہیں۔ اس کی خود بینی کی تمنا کی ظاہری صورت تو دیکھ لے۔ حجاب تو آتش شوق کو اور بھڑکا تا ہے۔ (؎ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں) کاش! آپ کو ہی دیکھ لیتے۔ اسے تو دیکھ نہیں سکتے، نہ ہی دیکھنے کی تمنا کر سکتے۔ کوئی امتِ موسیٰؑ میں تھوڑے ہیں۔ اپنے مخصوص بند Audience کی 'وحدت'، 'یکتائی' والے طور Auditorium کی 'لن ترانی' ہم تک پہنچ چکی ہے اور پھر ؎

اے رعب حسن یار ارنی میں کہوں گا کیا
اتنا مگر میں کہتا ہوں موسیٰ نہیں ہوں میں

ارے ہاں! ارنی اور لن ترانی کی 'کہاسنی' کے باوجود کچھ تو تھا جو دکھایا گیا جس کی تاب نظارہ نہ لاکر 'ارنی' کا کلیم بے ہوش ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے، یہ مزاج حسن کی برہمی کی تادیبی کاروائی ہوتی، تو بے چارے موسیٰ تک کیوں محدود رہتی۔ ان کے منہ میں زبان ڈالنے والوں کی خبر نہ لیتی؟ اور پھر اس تخلیہ گاہِ قدس سے کسی بے سیاق وسباق (Out of Context) بات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ جلوہ آرائی بظاہر نا قابل دید (Abstract) کا کوئی مظہر یا ظاہری (امکانی) صورت ہوگی۔ ----------۔ ہم آپ کو کوئی ایسا ہی مظہر سمجھتے ہیں۔ آپ سے تو ہم ارنی کہہ سکتے ہیں اور آپ (ہم سے بھی) لن ترانی نہیں کہہ سکتے۔ لن (کبھی نہیں) کبھی نہیں کہہ سکتے، مگر للّٰہ ہم سے لا (نہ) بھی نہ کہئے گا، ورنہ ہم کہیں کے نہ رہیں گے، بے موت مر جائیں گے۔ قیامت اور کیا ہوگی۔ ہم تو تقاضا کرتے رہیں گے۔ ہم کو اظہار تمنا کے آداب بھی نہیں معلوم، ایک بچے کی معصوم اداؤں کی طرح۔ ہمارے جیسے تقاضے پر ہی تو کسی شاعر نے کہا ؎

تمہیں یقیں نہیں شائد ہمارے آنے کا
اگر یقیں ہے تقاضا نہ بار بار کرو

(ہم اس شاعرانہ تخیل سے مودبانہ معذرت کے ساتھ

کہے دیتے ہیں: یہ یقین ہی ہے جو تقاضا کرتے ہیں شوق ہے کہ بار بار اصرار پر اصرار کرتے ہیں؛ ورنہ صدیاں گزر گئیں، ہماری زندگیاں گزر گئیں کب تک گمان پر تقاضا کرتے رہتے)

مولا! آپ کا دیدار ہمارے دھیان یا سوجھ بوجھ کی حد سے آگے نہیں بڑھا (اسی سے تو آپ سے مخاطب ہیں) مگر جانے بوجھے نہیں دیکھا اور دنیا میں Love at first sight (پہلی نظر میں محبت) کا زور شور ہے۔ ہم تو اس پہلی نظر کے پہلے سے آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ یعنی ہمارا پیار 'پہلی نظر' کا بھی شرمندہ نہیں۔ بس اپنے دل کی آنکھ، حقیقی جذبہ، اور جذب حقیقی پر کچھ اعتماد ہے کہ کہتے ہیں:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں
اقبالؔ

ہماری 'حقیقت منتظر' تو آپ کی ذات ہے، ہمارے لئے حقیقت آپ ہیں۔ (اقبالؔ کی خوشی کے لئے بس یوں کہہ دیں:) آپ حقیقت منتظر کے مجاز یا امکان ہیں۔ اس کے آگے حقیقت کی حقیقت ہم مجاز والے کیا جانے۔ ہم تو آپ کو بھی دیکھ لیں، تو سمجھ کہاں سکتے۔ لیکن جنون عشق کہئے یا شوق کی نادانی کہ ہم دیکھنے کو بے چین ہیں، دیوانے ہیں۔ خدا کے یہاں اپنی عرضی لگا چکے، اور لگاتے رہتے ہیں، آپ بھی سفارش لگا دیجئے۔ اسی لئے آپ کو بھی عریضہ بھیجتے رہتے ہیں، ہوا میں نہیں، پانی کی موجوں کے ہاتھ ؎

عریضہ ہاتھ میں موجوں کی دے دوں
قدم اک معتمد کا درمیان ہے

'معتمد' نامہ بر سے بھی یہ کہے جاتے ہیں ؎

اے نامہ بر، اللہ وہاں تک تجھے پہنچائے
خط ہم تجھے دیتے ہیں، پتہ دے نہیں سکتے

پتہ تو ہے لیکن ہمیں پتہ نہیں اور پتہ نہیں کب تک یہ پتہ اوجھل رہے۔ اسی فراق میں ہماری عیدیں پھیکی رہتی ہیں، ہمارے جمعہ بکھرے رہتے ہیں ؎

ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہوں منتظر
مشتاق ہوں امام کے پیچھے نماز کا
آتشؔ

ہم اپنے بھر بھر سک جتن کرتے رہتے ہیں، پل پل گنتے رہتے ہیں۔ آپ سے ہمارا لگاؤ رہے اور دکھتا رہے۔ دیکھنے کی لگن ہے، دکھاوے کے لئے نہیں، ریاکاری کے لئے نہیں۔ ایمان سے آپ کی راہ دیکھتے ہیں۔ ہمارا جذبہ خالص ہے۔ دکھاوے کا جو عنصر ہے، وہ دنیا کے لئے۔ اس لئے کہ دنیا والون میں بھی، دنیا کے متوالوں میں بھی وہ فطری جذبہ جاگ جائے جو ایک امام کو دیکھنا چاہتا ہے، امام چاہتا ہے۔ امام وہ جو آگے چلے، راستہ دکھائے، راہ بتائے ہی نہیں، ہمارے لئے راستہ بنائے بھی اور چل کر دکھائے بھی۔ خود ہی نہیں، ہمیں لے کر چلے۔ نہیں تو اکیلے راستہ دیکھ سمجھ بھی لیں تو بھی کیا ضمانت کہ راستہ صحیح چلتے رہ جائیں گے۔ راستہ دکھانے بتانے والے، انبیاء پیغام حق پہنچا چکے۔ اس کے بھیجے ہوئے (رسول) شریعت کی نوک پلک بتا چکے۔ 'اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا اعلان ہو چکا' لیکن ان ٹوٹے پھوٹے ذرائع ابلاغ سے یہ امید کہاں کہ پیغام اپنی اصلی شکل ہم تک پہنچے گا میں اور کھرا کھرا دین ملے گا۔ یہاں

ذراسی بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔ دین کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہو، قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ اور پھر قیاس والا دین کب قابل قبول ہے۔ دین تو یقین ہے۔ دین بھی امام کے بغیر تشنۂ اتباع رہ جائے گا۔ اس کا شکر کہ اس نے امام کو ولی بھی بنایا۔ اپنا بھی، ہمارا بھی۔ اس کے ولی ہونے کا کیا مطلب ہے، وہی جانے۔ ہم سے عامی اور جاہلوں کو ولی کا مفہوم کیا معلوم۔ کچھ جاننے والوں سے جاننے پر اس کے معنی کچھ یوں سمجھ میں آئے: نگراں، سرپرست، رکھوالا، دوست، ساتھی، یعنی دوستانہ سرپرست (Friendly Gaurdian) جو دور نہ رہے، ساتھ بھی رہے، دربار کی محدود چار دیواری میں نہ رہے، کھلے میں رہے، ہم گناہگاروں کے مجمع میں رہے اور ہم کو گناہ سے بچائے ہی نہیں بچاتا رہے، یوں کہ ہم گنہگار بھی اس سے بات کر سکیں۔ وہ حاجب و دربان میں نہ گھرا رہے، وہ چاپلوس ضمیر فروش مصاحبوں اور کاکس (Caucus) میں نہ گھر سکے، ہماری اچھائی برائی پر نظر رکھے، ہماری بھلائی پر نگاہ رکھے۔ نصیحت کرے، تو زاہد خشک والی نہیں، روکے ٹوکے تو پولیس اور ڈان (Don) والی دھمکی نہ لگے، ناصحِ مشفق لگے، شفیق مصلح لگے۔ ہمیں اپنا لگے، خدا لگی کرنے والا لگے، اپنی اپنی کرنے والا نہ لگے یا اپنا الّو سیدھا کرتا نہ لگے، ہمیں سیدھا کرے۔ خودرائی والا نہ لگے، خدا والا لگے۔ مولا! ہم آپ کو یہی سب سمجھتے ہیں، اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اپنے کو بھی آپ کا ہی سمجھتے ہیں۔ دنیا بھی ہمیں آپ کا ہی، یعنی امام کا ہی سمجھتی ہے، امامیہ کہتی ہے۔ خدا کرے ہم بھی خدا والے، نبی والے، امام والے رہیں۔

ہاں اے مولا! اے ولی! ہم آپ کو سمجھیں نہ سمجھیں (خدا کرے سمجھیں) لیکن دنیا ضرور آپ کو ہمارا ولی سمجھتی ہے اور آپ کو غائب جان کر ہمیں بے والی و وارث سمجھ بیٹھی ہے۔ ہمارے ہی پیچھے پڑی رہتی ہے۔ (خدا ان سے سمجھے) دیکھئے دنیا بہت بڑھ گئی ہے۔ دہشت گردی کے ظالم ہاتھ آپ کے باپ دادا کے روضہ کو نشانہ بنا چکے، حد ہو گئی انتہاپسندی کی، آپ کے جدامجد کے توہین آمیز کارٹون بنائے جاچکے، (کارٹون بنانے والے ہاتھ، ہوسکتا ہے، جل چکے ہوں مگر) ماحول میں تو زہر گھولا جاچکا۔ آج عراق کی سرزمین لہو سے لال ہے، لہولہان ہے۔ دنیا کو جمہوریت سے آشنا کرنے والی بابل تہذیب کے آثار رذالتوں اور سیاستوں کے جنون کے ہاتھوں مسمار ہو چکے ہیں۔ لبنان تو کب کا خون کھلیان بنا اب اور تازہ خونریزیوں سے بے جان ہو چکا ہے۔ ایران سہایا، دہلایا ہوا ہے۔ عرب دبکا کیا دھنسایا ہوا ہے۔ عرب کی اپنی خاصیت، بولتی بند پڑی ہے۔ مسلمان جیسے اپنا وجود کھو چکے ہیں۔ سب مسلمان (بلاتفریق مسلک وملت ومملکت) آپ کا راستہ دیکھ رہے ہیں۔ اور بڑے بے کلی سے۔ یہ انتظام عالم آپ کا منتظر ہے۔ عدل وانصاف کی حکومت آج تک خواب ہی خواب ہے، آپ کے لئے بے تاب ہے۔ دنیا کسی نہ کسی روپ میں آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ ہمارے ملکی بھائی کلنکی یا کلکی اوتار کے نام سے، عدل اور 'سُراج' (اچھا خوش حال راج) کے دن دیکھنا چاہتے ہیں۔ عیسائی مسیح کے انتظار میں (ہم بھی ان کے انتظار میں ہیں کہ وہ اپنی امت کو بتائیں امام کون ہے اور ماموم کون) یہودی تو ؎ (جہاں تمام ہے میراث مرد

مومن کی) کے بقلم خود مصداق بن بیٹھے ہیں اور جیسے تیسے زمین پر زمین ہتھیا لینے کے فراق میں ہیں۔ ان کو کون سمجھائے، لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِینَ، ظلم وستم سے، بم سے، بربریت سے کچھ بھی ہتھیا لیں مگر وہ اس طرح وراثتِ زمین کی کتابی بشارت کی تعبیر نہیں پا سکتے۔

آج مولا! یہ دنیا ظلم سے بھر چکی ہے، لبالب ہے۔ آپ کو پکار رہی، اپنی دہائی دے رہی، مکر وجور کی سیاست اپنی جڑیں پوری طرح جما چکی ہے، پھول پھل رہی ہے (دنیا کو کھل رہی ہے۔ یہ کھلبلی سر چڑھ کر بول رہی ہے) اور دنیا پر چھا چکی ہے۔ کربلا آپ کو پکار رہی ہے۔

سامنے ہے کربلا، پر ظلم ہے اب تک ڈٹا
قہر زندہ ہے ابھی تک گو کہ کینچل ہے نیا
نصرت انسانیت کے نام پر ٹھگتا ہوا
ظلم سے چھٹکارے کے رنگین لبادے میں چھپا
امن کی راہوں میں خوں کی ہولیاں بوتا ہوا
پھر رہا ہے زندگی میں جھاڑیاں بوتا ہوا

یزیدیت منڈلا رہی ہے۔ آپ کی تیغِ انتقام کب تک میان میں رہے گی۔ ہمارا کب تک امتحان رہے گا۔ دنیا کب تک بے امان رہے گی، بے ایمان رہے گی۔ آپ کا نشان کب تک نہاں رہے گا۔ جہاں کب تک ترساں رہے گا، زماں کب تک لرزاں رہے گا۔ ہم کب تک رواں دواں رہیں گے۔ آپ آئیں تو قیام کریں، اطمینان نصیب ہو۔ آپ کے آنے، سامنے آنے پر ہمارا قیام موقوف ہے۔

کاش! آپ جلدی سامنے آجاتے، ہم آپ کو دیکھ پاتے۔ آپ تو غیبت میں بھی ہمیں دیکھتے ہیں، غیب سے اپنے کام کرتے ہی ہیں، ہمارے بھی کام آتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے تو سہی۔ آپ ہی تو ہمارے زمانے کے امام، ہمارے امام ہیں۔ ویسے تو بارہ امام ہمارے ہیں۔ سب ایک ہی تو ہیں۔ زمانے کا فرق ہے، ورنہ سب محمدؐ ہیں ؎

سب محمدؐ ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

آپ سے پھر تقاضا ہے ؎

جلد آ جلد نہ کر دیر اب آنے والے
کہ گماں کرتے ہیں کچھ اور زمانے والے
نظری یہ نہیں، ظاہر ہے، بدیہی ہے یہ بات
اتنے مظلوم نہیں جتنے ستانے والے
مصر کیوں جائے کنعان ہی میں نکلیں گے
حسن یوسفؑ کو بصد ناز چھپانے والے
بحر عالم میں بلاخیز تلاطم ہے بپا
ناخدا بنتے ہیں طوفان اٹھانے والے

پھر کہیں ؎ جلد آ جلد نہ کر دیر اب آنے والے

مولا! ہم ہیں کہ منہ میں جو آیا بک گئے، بے سمجھے بوجھے بول گئے۔ معاف کیجئے گا، ہوسکتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ خلاف شان ہو گیا ہوگا۔ ہم کیا ہی آپ کی شان سمجھ سکتے ہیں۔ نہ ہمیں اظہار کے آداب معلوم۔ بے ادبی بھی ضرور ہوئی ہوگی، اسے بھی درگزر کر دیں۔ اگر کچھ شانِ الٰہیہ کے خلاف بول گئے ہوں تو اس کے لئے بھی آپ سے التجا ہے کہ بخشش کی سفارش کر دیں۔ خدا حافظ

سلام، سلام، والسلام

ایک دیوانۂ شوق منجانب مجذوبانِ عشق

❖❖❖